سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۰۸

بفیض: تاج دار اہلِ سنّت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری و حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

زیر سرپرستی: امینِ ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

جدید و قدیم سائنسی افکار و نظریات اور
امام احمد رضا

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں Cell. 9325028586

سنِ اشاعت ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۸ء...... ہدیہ: دُعاے خیر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسلامی حکمت و دانش اور فکر رضا

مسلمانوں نے ہر دور میں علم و فن کی آبیاری کی۔ عہدِ ماضی میں جب کہ یورپ علوم و فنون سے آشنا نہ تھا، عربوں کے علم و فضل کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ بغداد و کوفہ، قرطبہ و دمشق، طلیطلہ و بخارا کی دانش گاہیں علوم و فنون سے اکنافِ عالم کو منور و روشن کر رہی تھیں۔ علم و فن کی گرہیں ان مراکز کے مدارس و جامعات میں کھولی جا رہی تھیں؛ جن کے بام و در سے اسلامی شوکت و وقار جھلکتا تھا۔

قرآن مقدس اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و فن کا سویرا ہوا۔ اسی چشمۂ مبارک سے اکتساب کر کے مسلمانوں نے دُنیا کو علم و فن کا نکھرا، ستھرا اور مصفی شعور عطا کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علم کے ساتھ اسلامی اخلاق کی کارفرمائی نے علم و فن کو انسانیت کے لیے نجات دہندہ بنا دیا۔ جب کہ انھیں علوم سے جب یورپ نے استفادہ کیا، اور دین سے جُدا علم کی تعبیریں کیں تو علم نے دُنیا کے لیے تباہی و بربادی کا ساماں کیا۔ ایٹم بموں کی ایجاد نے انسانی اقدار کو پامال کر کے رکھ دیا۔ آہ و سسکیاں اُٹھیں اور انسانی قبا تار تار نظر آئی۔ لیکن اسلامی علوم و فنون کے چشمۂ صافی سے اکتساب کرنے والوں نے دُنیا کو امن و سکوں کا گہوارہ بنایا، جبیں کو خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں جھکا کر انسانی عظمت کو سربلند کیا۔ ایسے ہی اساتین علم و فضل میں اس زمانے میں سب سے نمایاں و ممتاز نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰ھ) کا ہے؛ جن کے معیاری تحقیقی کام نے مسلمانوں کے عہدِ عروج کے علما و فضلا و محدثین و مفسرین کی یاد تازہ کر دی۔

ہر علم و فن کی شاخ کو آپ نے اپنے رشحاتِ قلم سے تازگی بخشی اور ہر فن کی جولان گاہ میں لالہ و گل کھلائے۔ آج دُنیا کی بیش تر دانش گاہوں میں امام احمد رضا کی تحقیقاتِ علمیہ مرکزِ نگاہ بن چکی ہیں۔ آپ کی تصانیف نے دینی شعور کو پروان چڑھایا اور سائنس و فلسفہ و حکمت کے خلافِ اسلام نظریات کی اصلاح بھی کی، اور ان کے تحقیقی معیار کو سربلند کر کے اسلامی دانش و فکر کی آبیاری

کی، جس سے علم و فضل کا نصیبہ بیدار ہوا اور شعور کو روشنی ملی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی (م ۲۰۰۸ء) کی یہ تحریر ''جدید و قدیم سائنسی افکار و نظریات اور امام احمد رضا'' ایک عرصے سے شائع نہیں ہوئی تھی، کافی تلاش کے بعد بھی ہندوستان سے مطبوعہ کوئی نسخہ دست یاب نہ ہو سکا، ممکن ہے کہ ہند سے اس کی اشاعت ہی نہ ہوئی ہو۔ جب کہ ایک عرصے سے اس موضوع پر مواد کی ضرورت تھی، سائنس کے طلبہ و اساتذہ کی بڑی تعداد نے راقم سے اعلیٰ حضرت کی سائنسی بصیرت پر مقالہ یا کتاب کا مطالبہ کیا؛ لہٰذا موضوع کی افادیت کے پیشِ نظر نوری مشن مالیگاؤں سے اس کتاب کی اشاعت عمل میں آ رہی ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس علمی مقالہ سے استفادہ کریں اور اہلِ علم کی بزم میں اسے پہنچائیں؛ تا کہ امام احمد رضا کے مبارک افکار کی خوشبو سے گلشن مہک مہک اُٹھے۔ نوری مشن کی یہ کوشش رہی ہے کہ جامع و سنجیدہ کتابوں کی اشاعت سے ترسیلِ علم و فروغِ افکارِ امام احمد رضا کا مرحلۂ شوق طے کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جہان بھر کے اہلِ علم، سادات، مشائخ، علما و اربابِ فکر و دانش نے مشن کی کاوشوں کو سراہا اور بیش تر کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ اصحابِ خیر آگے آئیں اور اس طرز کی مزید کتابوں کی اشاعت میں وسائل مہیا کرائیں۔

اللہ تعالیٰ! ہمیں مسلکِ اہلِ سنّت پر استقامت دے جس کی ترجمانی اس زمانے میں امام احمد رضا کی تعلیمات سے ہوتی ہے۔ ہمیں ذوقِ علم و عمل اور وسائل و اسباب سے نوازے تا کہ مستقبل کے پروجیکٹس کو جلد روبعمل لایا جا سکے۔ لٹریچرز کی اشاعت کے لیے نوری مشن کے ذمہ داران بالخصوص وسیم احمد رضوی، فرید رضوی، عتیق الرحمٰن رضوی، محمد سعید رضا، جنید رضا، جاوید رضوی و شہباز اختر رضوی کی جہدِ مسلسل بھی لائقِ تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ! ان احباب کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن مالیگاؤں
۱۳ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا(۱) نے علومِ عقلیہ کی ابتدائی تحصیل بعض اساتذہ سے کی، مثلاً مولانا نقی علی خاں، ابوالحسین احمد النوری، مرزا عبدالعلی رام پوری اور مرزا غلام قادر بیگ بریلوی وغیرہ، مگر ان تمام علوم میں اپنی خداداد صلاحیت سے کمال حاصل کیا۔ انھوں نے خود لکھا ہے کہ جب ریاضی اور جومیٹری وغیرہ کی تحصیل شروع کی تو ان کی فطری ذکاوت کو دیکھ کر ان کے والد مولانا محمد نقی علی خاں نے کہا:

''تم اپنے علومِ دینیہ کی طرف متوجہ رہو۔ ان علوم کو خود حل کر لو گے۔''(۲)

چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ نہ صرف یہ کہ ان علوم کو حاصل کیا بلکہ ان علوم پر مختلف تصانیف اور حواشی لکھے، خود لکھتے ہیں:

''حسبِ ارشاد سامی بعونہٖ تعالیٰ فقیر نے حساب و جبر و مقابلہ ولوگارثم و علم مربعات و علم مثلث کروی و علم ہیئت قدیمہ و ہیئت جدیدہ وزیجات وارثماطیقی وغیرہا میں تصنیفات و تحریراتِ رائقہ لکھیں اور صدہا قواعد و ضوابط خود ایجاد کیے۔ تحدثا نعمۃ اللہ تعالیٰ۔''(۳)

اس پس منظر میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) کے یہ ریمارکس قابلِ توجہ ہیں...... ۱۹۲۹ء میں قیامِ شملہ (بھارت) کے زمانے میں مولانا محمد حسین میرٹھی نے جب ان سے امام احمد رضا سے ملاقات کی تفصیلات دریافت کیں تو انھوں نے جواب دیا:

''ان کو علمی لدنی حاصل تھا۔ میرے سوال کا، جو بہت مشکل اور لاحل تھا، ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کی ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں۔''(۴)

غالباً اسی تاثر کی وجہ سے ملاقات کے فوراً بعد انھوں نے پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبۂ دینیات مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) سے کہا:

''صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے۔''(۵)

جامعہ ازہر (مصر) کے پروفیسر محی الدین الوائی(۶) کیلی فورنیا یونی ورسٹی (امریکہ) کی

ڈاکٹر باربرا مٹکاف (۷)، علامہ اقبال یونی ورسٹی (اسلام آباد، پاکستان) کے پروفیسر ابرار حسین صاحب (۸) وغیرہم نے علومِ عقلیہ میں امام احمد رضا کی حیرت انگیز ذکاوت کا ذکر کیا ہے اور سراہا ہے۔

امام احمد رضا نے علومِ عقلیہ جدیدہ وقدیمہ میں مستقل تصانیف چھوڑی ہیں اور علومِ نقلیہ کے متعلق تصانیف میں بہت سے عقلی مباحث ہیں، جن کو پڑھ کر اہلِ علم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چناں چہ امام احمد رضا کی عربی تصنیف ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) کو پڑھ کر پروفیسر ابرار حسین نے ان خیالات کا اظہار کیا:

''اعلیٰ حضرت بہت بلند پایہ ریاضی داں تھے۔ الدولۃ المکیۃ پڑھنے سے (جو میری سمجھ سے بہت بلند ہے) اس کی تصدیق ہوئی۔ کیوں کہ انھوں نے وہاں کچھ دلائل ریاضی کے نظریات پر مبنی دیے ہیں اور یہ نظریات وہ ہیں جو آج کل Topology کے زمرے میں آتے ہیں۔'' (۹)

ایم۔ حسن بہاری نے ایک مقالہ بعنوان ''امام احمد رضا جدید سائنس کی روشنی میں'' لکھا ہے، جس میں علومِ جدیدہ میں امام احمد رضا کے تبحر پر بحث کی ہے اور فتاویٰ رضویہ (جلد اول) کے بعض مضامین سے علمِ ریاضی، علم کیمیا اور علم فلکیات میں امام احمد رضا کی بصیرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور لکھا ہے:

''امام احمد رضا کی مذہبی، علمی، ادبی، ریاضی، ارضیاتی، فلکیاتی اور مادی یا سائنسی صلاحیتوں نے راقم الحروف کو کافی متاثر کیا ہے۔'' (۱۰)

اسی طرح شبیر حسن بستوی نے اپنے مقالے ''امام احمد رضا بحیثیت منطقی وفلسفی'' میں Atom کے بارے میں امام احمد رضا کے نظریات پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ (۱۱)

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا نے جو کچھ پایا قرآنِ کریم اور فضلِ الٰہی سے پایا۔ وہ قرآنی یقینیات و بدیہیات کو سائنسی ظنیات پر فوقیت دیتے تھے، کیوں کہ سائنسی نظریات ترقی پذیر ہیں۔ جو ترقی پذیر ہے وہ مکمل نہیں اور قرآنی نظریات مکمل ہیں۔ نامکمل کو تو مکمل کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے، مکمل کو نامکمل کی روشنی میں نہیں۔ قرآن کریم نے فکر انسانی کا رُخ موڑ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم انقلاب آ گیا۔ ذہنوں میں انقلاب، روحوں میں انقلاب، مشہور صحابی حضرت معاویہ کے پوتے خالد بن یزید کے شاگرد جابر بن حیان غالباً اسلام کے پہلے سائنس داں تھے،

جنھوں نے ایک کیمیائی لیباریٹری بنائی، تاریخ کے مطالعے سے مسلمان مفکرین وسائنس دانوں کا ایک شان دار سلسلہ نظر آتا ہے۔ مثلاً:

(۱) دُنیاے اسلام کا عظیم طبیب ''الرازی'' (۸٦۵ء تا ۹۲۵ء) جس نے ۲۰۰ر کتابیں لکھیں۔

(۲) ''الخوارزمی'' (۸۳۵ء تا ۸۴۴ء) جس نے جبر ومقابلہ پر اہم کتابیں لکھیں۔

(۳) ''الفارابی'' (م ۹۵۱ء) جس نے طبیعیات پر اہم کتابیں لکھیں۔

(۴) ''المسعودی'' (م ۹۵۷ء) جس نے نظریۂ ارتقا کے مبادیات پیش کیے۔

(۵) ''ابوعلی ابن الہیثم'' (م ۹٦۵ء) علم بصریات کا ماہر جس نے ریاضیات وطبیعیات پر بہت سی کتابیں لکھیں۔

(٦) مشہور طبیب، ماہر فلکیات، ریاضی داں، جغرافیہ داں اور عالم طبیعیات ''ابوریحان البیرونی'' (م ۱۰۴۸ء) جس کی تصنیف ''کتاب الہند'' شہرۂ آفاق ہے۔

(۷) عالمِ اسلام کا مشہور طبیب اور فلسفی ''ابوعلی ابن سینا'' (م ۱۰۷۳ء) جس کی تصانیف ''القانون'' اور ''الشفاء'' مغربی دانش گاہوں میں صدیوں داخلِ نصاب رہیں۔

(۸) مشہور شاعر اور ریاضی داں ''عمر خیام'' (م ۱۱۲۳ء) جس نے طب پر ۱٦ر کتابیں لکھیں۔

(۹) ''ابن رشد'' (م ۱۱۹۸ء) جو علم وفضل پر یونانیوں پر سبقت لے گیا۔

(۱۰) ''محمد الدمیری'' (م ۱۴۰۵ء) حیاتیات پر جس کی کتاب ''حیاۃ الحیوان'' سب سے زیادہ مشہور ہے۔ (۱۲)

امام احمد رضا مشاہیرِ اسلام کے اس شان دار سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ وہ ان مشاہیر سے کسی طرح کم نہیں۔ اگر ان کے افکار تازہ پر تحقیقات کی جائے تو ممکن ہے کہ وہ بہت سے مشاہیر سے آگے نکل جائیں۔

ایجاد واختراع کا دار و مدار فکر وخیال پر ہے۔ خیال کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ قرآنِ کریم میں خیالوں کی ایک دُنیا آباد ہے اور عالم یہ ہے ع

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا

ہر خیال اپنے دامن میں صدیوں کے تجربات و مشاہدات سمیٹے ہوئے ہے۔ جس نے اس کی بات مانی، اس نے مختصر زندگی میں صدیوں کی کمائی کمالی۔ امام احمد رضا ان ہی سعادت مندوں میں تھے، جنھوں نے سب کچھ قرآن سے پایا۔ وہ قرآنِ کریم کا زندہ معجزہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم لدنی اور فیض سماوی سے نوازا تھا، جس کی روشنی میں وہ لاینحل مسئلے حل کر لیا کرتے تھے۔ (١٣) اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو افکارِ تازہ سے نوازا تھا۔ چناں چہ ایک جگہ بطورِ تحدیثِ نعمت لکھتے ہیں:

”اس ضروری مسئلہ دینی پر کلام بحمد اللہ تعالیٰ کتاب کے خواص سے ہے اور ایک یہی کیا بفضلہٖ تعالیٰ اس ساری کتاب میں محدود مباحث کے سوا عام بحث وہی ہیں کہ فیض قدیر سے قلبِ فقیر پر فائز ہوتی ہیں اور ایک یہی کتاب نہیں بعونہٖ عزوجل فقیر کی عام تصانیف افکارِ تازہ سے مملو ہوتی ہے حتیٰ کہ فقہ میں جہاں مقلدین کو ابداے احکام میں مجال دم زدن نہیں۔ تحدیثاً بنعمۃ اللہ تعالیٰ۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔“ (١٤)

امام احمد رضا کی تصنیفات، تالیفات اور حواشی کے مطالعے سے ان کے قول کی تصدیق ہوتی ہے چناں چہ حاشیہ رسالہ لوگارثم (قلمی) اور حاشیہ رسالہ علم مثلث کروی (قلمی) وغیرہ میں انھوں نے (Logarithm Spherical Trigonometry میں) اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔ (١٥) نہ صرف یہ بلکہ انھوں نے اصطلاحات وضع کیں اور قواعد ایجاد کیے۔ (١٦)

امام احمد رضا نے اپنی علمی بصیرت کی بنا پر بڑے بڑے فلاسفہ اور سائنس دانوں پر تنقید کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی تحقیق پر کتنا اعتماد تھا اور وہ فلسفۂ جدیدہ و قدیمہ پر کتنی مہارت رکھتے تھے۔ چناں چہ جامع بہادر خانی کے ایک مسئلے پر ١٣١٢ھ/ ١٨٩٤ء میں اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی بنا پر تنقید کی ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں نظری اور علمی دلائل پیش کیے ہیں۔ (١٧) ایک جگہ مصنف جامع بہادر خانی کی تغلیط کرتے ہوئے کس اعتماد سے لکھتے ہیں:

”واقول۔ این بدیہی البطلان وخطائے واضح است۔“ (١٨)

اسی طرح اپنے رسالے ”فوزِ مبین در ردِ حرکت زمین“ (مشمولہ ماہ نامہ الرضا) میں

صاحب حدائق النجوم (١٩) پر سخت تنقید کی ہے۔ مندرجہ ذیل تنقیدات ملاحظہ فرمائیں:

(الف) دائرۃ البروج کی تعریف کہ حدائق میں کی، باطل ہے کہ معدل سے مرکز بدل گیا۔ (٢٠)

(ب) اصول الهیأة کی تعریف اوس سے باطل تر ہے کہ مرکز بھی مختلف اور دائرے بھی چھوٹے بڑے اور حق وہ ہے جو ہم نے کہا۔ (٢١)

(ج) حدائق نے سُنی سنائی، اپنی ہوشیاری سے سب دوائر کو ایک مقعرِ سماوی پر لیا، جس کا مرکز، مرکزِ زمین ہے، مگر بھولا کہ تمہارے نزدیک وہ مدارِ زمین ہے یا مقعر فلک پر اس کا موازی۔ بہر حال اس کا مرکز، مرکزِ مدار ہے، مرکزِ مدار زمین مرکز زمین ہونا کیسی صریح جنون کی بات ہے۔ (٢٢)

اسی طرح صاحب شمس بازغہ (٢٣) ملا محمد جون پوری (م ١٢٥٢ء) کے بعض خیالات پر سخت تنقید کی ہے۔ (٢٤) حکمۃ العین، مصنفہ نجم الدین علی بن محمد القزوینی (م ٦٧٥ء) اور شرح حکمۃ العین، مصنفہ شمس الدین محمد بن مبارک میرک بخاری، کے بعض مندرجات کو مہمل قرار دیا۔ (٢٥) اور تو اور شیخ ابو علی سینا (٢٦) کے بعض خیالات پر بھی شدید تنقید کی۔ چناں چہ مسئلہ گردشِ زمین پر بحث کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

”دلیل پنجم اس سے بڑھ کر فلک ثوابت، جملہ ممثلات کا بہ تبعیت فلک الافلاک حرکت یومیہ کرنا اور یہاں جو ابن سینا نے فرضیت کی جگہ گڑھی، بالکل شیخ چلی کی کہانی ہے۔ کما بیناہ فی کتابنا الفوز المبین۔“ (٢٧)

پروفیسر حاکم علی مرحوم (پرنسپل، اسلامیہ کالج لاہور) نے سائنس کے جدید نظریات کے سلسلے میں بذریعہ مراسلت امام احمد رضا سے تبادلۂ خیال کیا۔ امام احمد رضا نے پروفیسر صاحب کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے ان کو یہ ہدایت و نصیحت کی:

”بنگاہِ ایمانی اصل مقاصد کو دیکھیے اگر حق پائے تو ابن سینا اور اس کے احزاب کی بات زبردستی بنانے کی ضرورت نہیں۔“ (٢٨)

امام احمد رضا نے اپنے خیالات و نظریات کو بڑی جرأت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اگر کسی محترم شخصیت سے بھی اختلاف ہے تو اس کا برملا اظہار کر دیا ہے مگر ادب و احترام کے ساتھ۔ چناں چہ حضرت امام غزالی کی کتاب تہافۃ الفلاسفہ کی ایک عبارت سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقول: امام کی شان بالا ہے، فقیر کو یہاں تامل ہے۔ شک نہیں کہ اجزا اگرچہ بالفعل نہیں، ان کے مناشی انتزاع موجود ہیں اور ان میں ہر ایک کی طرف اشارۂ حسیہ جدا ہے اور یہی امتیاز ان کے لیے امتیاز اوضاع کا ضامن ہے اور یہ امتیاز قطعاً واقعی ہے، اعتبار کا تابع نہیں۔" (۲۹)

امام احمد رضا نے جدید و قدیم نظریات کے مقابلے میں اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔ جن میں بعض جدید نظریات سے بھی ہم آہنگ ہیں۔ گو نصف صدی قبل وہ نامعقول نظر آتے ہوں کیوں کہ وہ زمانہ جدید سائنس سے مغلوبیت اور مرعوبیت کا زمانہ تھا۔ علوم جدیدہ کے رعب نے دماغ کو ماؤف اور فکر کو مسلوب کر دیا تھا، اور ناقص کو کامل پر فوقیت دی جا رہی تھی۔

امام احمد رضا نے خرق والتیام، خلا، زمانہ اور ایٹم وغیرہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور جدید سائنس دانوں پر تنقید کی ہے۔ مثلاً آئزک نیوٹن، البرٹ آئن اسٹائن، البرٹ ایف۔ پورٹا وغیرہ۔

خرق والتیام کے بارے میں قدیم فلاسفہ کے علی الرغم امام احمد رضا کا خیال ہے:

"فلک پر خرق والتیام جائز ہے۔" (۳۰)

زمانے کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہم چاہتے ہیں کہ بتوفیقہٖ تعالیٰ اس مزلّہ مضلّہ کی بیخ کنی کر دیں، جس پر آج تک کے متفلسفہ کو ناز ہے، وہ یہ کہ زمانہ اگر حادث ہو تو اس کا وجود مسبوق بالعدم ہوا اور شک نہیں کہ یہاں قبل و بعد کا اجتماع محال۔ تو قبلیت نہ ہوئی مگر زمانی۔ تو زمانے سے پہلے زمانہ لازم۔ مواقف (۳۱) و مقاصد (۳۲) و تجرید طوسی (۳۳) و طوالع الانوار (۳۴) بیضاوی (۳۵) و شروح۔ علامہ سید شریف و علامہ تفتازانی و فاضل خوشجی و شمس اصفہانی و شرح دیگر طوالع منسوب بہ تفتازانی و تہافۃ الفلاسفہ للامام حجۃ الاسلام وللعلامۃ خواجہ زادہ میں اس کے متعدد جواب دیے گئے، جن میں فقیر کو کلام ہے۔" (۳۶)

اس کے بعد امام احمد رضا نے اپنے موقف کی تائید میں ۶ رصفحات پر مفصل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ زمانہ حادث ہے۔

ایک جگہ خلا پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فلسفہ قدیم خلا کو محال مانتا ہے، ہمارے نزدیک وہ ممکن ہے۔" (۳۷)

اور ایٹم (۳۸) کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جزلا یتجزی ممکن بلکہ واقع اور اس سے جسم کی ترکیب بھی ممکن، اگر بعض اجسام اس طرح مرکب ہوئے ہیں کچھ محذور نہیں۔ مگر یہ کلیہ نہیں کہ اس طرح کے اجسام میں تماس ناممکن کہ موجبِ اتصال دوجُز ہے اور حجم حسّی جس طرح ہم نے ثابت کیا، یوہیں تمام حسّی ماننا مشکل ہے۔" (۳۹)

آئزک نیوٹن (۴۰) کے بارے میں پہلے لکھتے ہیں:

"نیوٹن نے لکھا ہے کہ اگر زمین کو اتنا دباتے کہ مسام بالکل نہ رہتے تو اس کی مساحت ایک انچ مکعب سے زیادہ نہ ہوتی۔" (۴۱)

اس قول پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہلِ انصاف دیکھیں سردار ھیأتِ جدیدہ نیوٹن نے کتنی صریح خارج از عقل بات کہی۔" (۴۲)

اس کے بعد علمی بحث کی ہے اور پانچ دلیلوں سے نیوٹن کے خیال کی تردید کی ہے۔

مشہور سائنس داں پروفیسر البرٹ آئین اسٹائن (۴۳) امام احمد رضا کے معاصرین میں تھا۔ امام احمد رضا نے اپنی تصانیف میں اس کے نظریات پر تنقید کی ہے۔ (۴۴) دوسرا امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا (۴۵) یہ بھی امام احمد رضا کا معاصر تھا۔ پروفیسر موصوف نے ایک ہولناک پیش گوئی کی جس سے دُنیا کے بعض علاقوں میں دہشت اور سراسیمگی پھیل گئی۔ اس پیش گوئی کے مطابق ۱۷ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بعض سیاروں کے جمع ہونے اور ان کی کشش سے آفتاب میں ایک بڑا گھاؤ نمودار ہوتا، جس کے نتیجے میں دُنیا میں قیامتِ صغریٰ برپا ہو جاتی۔ آندھیاں، طوفان اور زلزلے آتے اور دُنیا کے بعض علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے۔ یہ پیش گوئی بانکی پور (بھارت) کے انگریزی اخبار "ایکسپریس" کے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی اور پاک و ہند میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا سے رجوع کیا گیا کیوں

کہ وہ اپنے وقت کے فقیہ ہی نہیں، ایک عظیم ہیئت داں بھی تھے۔ امام احمد رضا کو اخبار کا تراشہ ارسال کیا گیا اور ان کی رائے لی گئی۔ جواباً انھوں نے مکتوب منہ (مولانا ظفر الدین بہاری) کو لکھا:

آپ کا پرچہ اخبار آیا۔ نواب صاحب نے ترجمہ کیا(۴۶) کیسی عجیب بے ادراک کی تحریر ہے جسے ہیئت کا ایک حرف نہیں آتا۔ سراپا اغلاط سے مملو ہے۔(۴۷) (محررہ ۴؍صفر ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) امام احمد رضا نے البرٹ ایف۔ پورٹا کے جواب میں ایک محققانہ رسالہ لکھا، جس کا تاریخی نام ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) رکھا۔(۴۸)

اس رسالے میں امام احمد رضا نے پورٹا کے بیان پر ۱۷؍مواخذات کیے ہیں اور علم ہیئت سے متعلق فاضلانہ بحث کی ہے۔ آخر میں لکھا ہے:

''بیان منجم پر اور مواخذات بھی ہیں مگر ۱۷؍دسمبر کے لیے ۱۷؍ پر ہی اکتفا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' (۴۹)

رسالہ 'معین مبین' پہلے پہل ماہ نامہ الرضا (بریلی) کے دو شماروں (صفر و ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) میں شائع ہوا، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقالہ اردو میں ہونے کی وجہ سے عالمی سطح پر متعارف نہ ہو سکا اور لوگ امام احمد رضا کے افکار سے باخبر نہ ہو سکے۔ ورنہ ۱۷؍دسمبر ۱۹۱۹ء کو دُنیا کے مختلف علاقوں میں جو دہشت پھیلی تھی نہ پھیلتی۔ اخبار نیویارک ٹائمز (امریکہ) کے ۱۶؍اور ۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء کے شماروں (۵۰) کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیرس میں ہزاروں لوگ دہشت کے مارے گرجا گھروں میں گئے اور گڑگڑا، گڑگڑا کر دُعائیں کیں (۵۱) طلبا نے اسکولوں سے چھٹیاں لے لیں (۵۲) ایک جگہ سائرن اور گھنٹیاں بجنے لگیں اور شہر والے سہم کر رہ گئے (۵۳) الغرض ہر طرف موت کے سائے منڈلا رہے تھے۔ مگر جب ۱۷؍دسمبر کا آفتاب غروب ہوا تو پروفیسر البرٹ۔ پورٹا کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور امام احمد رضا نے جو کچھ فرمایا تھا حق ثابت ہوا۔

دُنیا کے سارے ہیئت داں پورٹا سے متفق تھے اور ۱۷؍دسمبر ۱۹۱۹ء کو دوربینوں سے مشاہدۂ سماوی میں مصروف، قیامتِ صغریٰ کے منتظر تھے مگر بالآخر ان کی نگاہیں ناکام لوٹیں۔ ضرورت ہے کہ کوئی فاضل امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا کے مزعومات اور امام احمد رضا کے مواخذات وتحقیقات کا علمی تجزیہ اور تقابل کریں اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں۔

خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ امام احمد رضا کے مقابلے میں پورٹا کے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے۔

رسالہ 'معین مبین' کی تصنیف کے بعد سیلانِ افکار نے دوسرے رسائل کے رُخ سے پردہ اُٹھایا۔ چناں چہ امام احمد رضا نے اس ضمن میں بعض دلائل ردِ حرکت زمین کے متعلق لکھے جو طویل ہوتے دیکھے تو الگ کر لیے اور ردِ فلسفۂ جدیدہ میں ایک مستقل رسالہ ''فوز مبین در ردِ حرکت زمین'' (۵۴) (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) لکھا۔ اپنی تصنیف 'الکلمۃ الملہمۃ' میں امام احمد رضا نے اس کا اس طرح ذکر کیا ہے:

''فقیر نے ردِ فلسفۂ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب مسمّیٰ بنامِ تاریخی ''فوز مبین در ردِ حرکت زمین''، لکھی، جس میں ایک سو پانچ دلائل سے حرکتِ زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرہ مزعوماتِ فلسفۂ جدیدہ پر وہ روشن رد کیے جن کے مطالعے سے ہر ذی انصاف پر بحمدہٖ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے کہ فلسفۂ جدیدہ کو اصلاً عقل سے مس نہیں۔'' (۵۵)

فوزِ مبین کی فصلِ سوم میں ذیلی حاشیہ لکھا، جس میں وہ دس دلائل نقل کیے جو فلاسفۂ قدیمہ نے ردِ حرکت زمین پر دیے ہیں۔ امام احمد رضا نے اِن دلائل کے ابطال میں تیس دلائل پیش کیے اور اس بحث کو ایک تیسری کتاب 'الكلمة الملهمة فی الحكمة المحكمة لوهاء فلسفة المشئمة' (مطبوعہ دہلی، ۱۹۷۴ء) میں مرتب کیا۔ (۵۶)

اسلامیہ کالج (لاہور) کے پروفیسر اور پرنسپل پروفیسر حاکم علی مرحوم (۵۷) امام احمد رضا سے بہت متاثر تھے۔ ان کے ہاں آنا جانا بھی تھا اور سائنسی نظریات کے بارے میں بھی ان سے تبادلۂ خیال ہوتا تھا (۵۸) اس سلسلے کی ایک کڑی امام احمد رضا کی کتاب ''نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین و آسمان'' (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۱۹ء) ہے، جو انھوں نے پروفیسر حاکم علی کی ایک تحریر کے جواب میں لکھی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

پروفیسر حاکم علی نے ۱۴؍جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۱۹ء کو امام احمد رضا کو ایک خط لکھا جس میں حرکت زمین کی تائید میں بعض قرآنی آیات کے ساتھ تفسیر جلالین اور تفسیر حسینی سے بعض

عبارات پیش کیں اور امام احمد رضا سے درخواست کی کہ حرکت زمین کے قائل ہو جائیں۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک مدلل اور محقق رسالہ لکھا۔ جس کا عنوان اوپر گزرا۔ اس رسالے میں امام احمد رضا نے ردِ حرکت زمین پر اپنے دلائل پیش کیے اور مندرجہ بالا دو کتب تفاسیر کے مقابلے میں ۲۸ رکتب تفاسیر وغیرہ سے حوالے پیش کیے،(۵۹) امام احمد رضا کے نزدیک مسئلۂ حرکت زمین کو دو ہزار سال بعد ۱۵۳۰ھ میں کوپرنیکس نے پھر اُٹھایا ورنہ بقول امام احمد رضا پہلے نصاریٰ بھی سکونِ ارض ہی کے قائل تھے،(۶۰) امام احمد رضا نے اس رسالے میں پروفیسر حاکم علی کے دلائل کو ضعیف قرار دیا اور مغربی سائنس دانوں کے متعلق لکھا:

"یورپ والوں کو طریقۂ استدلال اصلاً نہیں آتا۔ انھیں اثباتِ دعویٰ کی تمیز نہیں، ان کے اوہام جن کو بنامِ دلیل پیش کرتے ہیں یہ یہ علتیں رکھتے ہیں۔ مصنف ذی فہم مناظرہ داں کے لیے وہی ان کے رد میں بس ہیں کہ یہ دلائل بھی انھیں علتوں کے پابند ہوس ہیں۔"(۶۱)

پروفیسر حاکم علی نے امام احمد رضا سے یہ التجا کی تھی:

غریب نواز: کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔(۶۲)

امام احمد رضا نے اس التجا کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ قرآنِ کریم پر ان کے غیر متزلزل ایمان کا آئینہ دار ہے اور ہر مسلمان سائنس داں کے لیے عبرت و نصیحت بھی۔ انھوں نے فرمایا:

"محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی، نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلۂ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ دلائلِ سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو۔ سائنس کا ابطال و اسکات ہو۔ یوں قابو میں آئے گی۔ اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہٖ تعالیٰ دشوار نہیں، آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں۔ ع

وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ"

امام احمد رضا مسلمان سائنس دانوں کے نقطۂ نظر اور اندازِ فکر میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ قرآن کی روشنی میں سائنس کو پڑھا جائے۔ یعنی کامل کی روشنی میں ناقص کو پرکھا جائے۔ قرآن نے جو کچھ کہا سائنس بالآخر وہیں پہنچتی نظر آتی ہے۔ قرآن نے کہا کہ نباتات میں جان ہے، جمادات میں جان ہے، کائنات کے ایک ایک ذرّے میں جان ہے۔ پہلے یہ بات عجیب بات لگی۔ اب سب اقرار کر رہے ہیں۔ قرآن نے کہا یہی شب و روز نہیں جو چوبیس گھنٹوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں، بلکہ ایک جہاں ایسا بھی ہے جہاں کے شب و روز کا ایک دن ہمارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پہلے یہ بات عجیب سی معلوم ہوئی رفتہ رفتہ لوگ یہی حقیقت تسلیم کرنے لگے۔ بہک بہک کر سب اسی مقام پر آتے جاتے ہیں۔ جہاں قرآن لانا چاہتا ہے۔ ماہرین کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ امام احمد رضا نے "حال" میں رہتے ہوئے "مستقبل" کا کہاں تک سفر کیا۔ ممکن ہے وہ نظریات جو امام احمد رضا نے پیش کیے ہیں ان سے قبل یا بعد یورپ و امریکہ کے سائنس داں و مفکرین نے پیش کیے ہوں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ یہ نظریات امام احمد رضا سے قبل پیش کیے گئے ہوں۔ تو ایسی صورت میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ امام احمد رضا نے اپنے نظریے کی تائید میں جو دلائل پیش کیے ہیں، وہ وہی ہیں جو ان سے قبل پیش کیے گئے یا ان سے مختلف؟

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ نظریات امام احمد رضا کے بعد پیش کیے گئے ہوں، جیسا کہ پروفیسر رفیع اللہ صدیقی نے معاشیات میں نظریہ "روزگار و آمدنی" کو امام احمد رضا کی اولیات میں شمار کیا ہے۔(۶۳)

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ نظریات ایسے ہوں جو مفکرین اور دانش وروں نے ابھی تک پیش نہیں کیے۔ ایسے نظریات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور ان کو اہلِ علم کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے اور پیش کیا جانا چاہیے۔ مثلاً مسئلۂ گردشِ زمین جو پہلے مسلمات سے تھا اب اس پر بحث شروع ہوگئی ہے، جیسا کہ پیچھے عرض کیا گیا۔ امام احمد رضا نے بھی اس نظریے کی مخالفت کی اور ۱۰۵ ردلائل سے اس کو رَد کیا۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ امام احمد رضا نے جو کچھ کہا ہو، جدید سائنسی تجربات و مشاہدات نے حتمی طور پر اس کی تغلیط کر دی ہو، اور مزید بحث و مباحثہ کی گنجائش نہ چھوڑی ہو، ایسی صورت میں بھی امام احمد رضا داد و تحسین کے مستحق ہیں کیوں کہ عالمی مقابلوں میں شکست کھانے والا بھی انعام کا مستحق ہوتا ہے کہ اس نے ایک بڑے مقابلے کے لیے ہمت تو کی، میدان میں تو آیا۔

جدید و قدیم سائنس کے متعلق امام احمد رضا نے جو کچھ لکھا، وہ بیش تر عربی و فارسی میں ہے، اردو میں بہت کم ہے۔ چناں چہ علمی دُشواری یہ ہے کہ اہلِ علم و فن عربی اور فارسی سے واقف نہیں اور جو لوگ یہ زبان جانتے ہیں، وہ علومِ جدیدہ پر حاوی نہیں۔ (۶۴)

ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے امام احمد رضا سے ملاقات کے وقت اسی علمی دُشواری کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے امام احمد رضا سے کہا:

''افسوس یہ ہے کہ میں عربی سے ناواقف ہوں اور آپ انگریزی سے۔ کیا اچھا ہوتا کہ عربی کتب کا ترجمہ اردو میں ہو جاتا پھر میں انگریزی کر کے شائع کر دیتا۔'' (۶۵)

چناں چہ بعد میں انھوں نے ایک آدمی بھیجا کہ امام احمد رضا کی نگرانی میں ان کے افکار و خیالات کو عربی سے اردو میں منتقل کرے۔ مگر اس سے یہ کام نہ ہو سکا کہ فنی کتابوں کا ترجمہ کرنا جوئے شیر لانا ہے۔

۱۹۷۹ء میں راقم نے مشہور سائنس داں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی طرف (۶۶) متوجہ کیا تو انھوں نے اظہارِ معذرت کرتے ہوئے لکھا:

"I shall be happy but I cannot read Arabic."

(ترجمہ: مجھے خوشی ہوتی مگر میں عربی نہیں پڑھ سکتا۔)

لیکن راقم کا اندازہ ہے کہ بلادِ اسلامیہ ایسے علما اور دانش وروں سے خالی نہیں جو جدید و قدیم علوم پر عبور رکھتے ہیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی (اسلام آباد) کو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے، کم از کم امام احمد رضا کے نادر کتب و حواشی اپنے ہاں محفوظ کر لینے چاہئیں تاکہ محققین ایک ہی جگہ آسانی سے استفادہ کر سکیں۔

مآخذ و مراجع

(کتب)

امام احمد رضا: نزولِ آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ

امام احمد رضا: حاشیہ رسالہ لوگارثم (۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) مطبوعہ: کراچی، ۱۹۸۰ء

امام احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہاء فلسفۃ المشئمۃ، مطبوعہ دہلی، ۱۹۷۴ء

امام احمد رضا: حاشیہ رسالہ علم مثلث کروی (قلمی)

امام احمد رضا: حاشیہ الدر المکنون (قلمی)

امام احمد رضا: حاشیہ جامع بہادر خانی (قلمی)

امام احمد رضا: تعلیقات علی الزیج الایلخانی (قلمی)

امام احمد رضا: حاشیہ بہادر خانی (قلمی)

امام احمد رضا: معین مبین بہر دورِ شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) (قلمی)

اقبال احمد فاروقی: تذکرہ علمائے اہلِ سُنّت و جماعت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد دہم، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

باربرا مٹکاف، ڈاکٹر: ہندوستان میں مذہبی قیادت اور علما مصلحین (۱۸۶۰ء-۱۹۰۰ء) برکلے، ۱۹۷۶ء (انگریزی)

برہان الحق، مفتی: اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء

رتن سنگھ بہادر: حدائق النجوم (سہ مجلّات) مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۴۱ء

شجاعت علی قادری، مفتی: مجدد الامۃ (عربی) مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۹ء

شرکتِ حنفیہ: انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی

فیاض محمود: تاریخ ادبیات مسلمانانِ ہند و پاک، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، ۱۹۷۲ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر: عبقری الشرق (انگریزی) مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۸ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۷ء

محمد یٰسین اختر مصباحی: امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۷۷ء

نکلس تامس: میراثِ اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۰ء

(رسائل)

الرضا (بریلی) شمارہ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء

الرضا (بریلی) شمارہ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء

الرضا (بریلی) شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء

الرضا (بریلی) شمارہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء

المیزان (ممبئی) امام احمد رضا نمبر، شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء

صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء

(اخبارات)

افق (کراچی) شمارہ ۲۲؍جنوری ۱۹۸۰ء

جنگ (کراچی) شمارہ ۱۷؍جنوری ۱۹۸۰ء

جنگ (کراچی) شمارہ ۱۱؍مئی ۱۹۸۰ء

نیویارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۱۹ء

نیویارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء

حواشی

(۱) بانی مدرسہ درسیہ (کراچی) مولانا محمد عبدالکریم درس (۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء) نے امام احمد رضا کے سالِ وصال کی مادۂ تاریخ مقبول حق احمد رضا (۱۳۴۰ھ) نکالی ہے۔

نوٹ: امام احمد رضا کے حالات و افکار کے لیے راقم کا مقالہ ''احمد رضا بریلوی'' مطالعہ کریں۔ یہ مقالہ ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے جریدے ماہنامہ ''فکر و نظر'' کے مندرجہ ذیل شماروں میں شائع ہوا ہے:

''اپریل ۱۹۸۰ء، مئی ۱۹۸۰ء، جون ۱۹۸۰ء'' مزید تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل آخذ سے رجوع کریں:

(الف) فیاض محمود: تاریخ ادبیات مسلمانانِ ہندو پاکستان، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور ۱۹۷۲ء

(ب) محمد مسعود احمد: مقالہ ''رضا بریلوی'' انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد دہم، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

(ج) محمد یٰسین اختر مصباحی: امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۷۷ء

(د) المیزان (امام احمد رضا نمبر) ممبئی، مارچ ۱۹۷۶ء

(ہ) انوارِ رضا: شرکت حنفیہ لمیٹیڈ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

(و) شجاعت علی قادری: مجدد الامۃ (عربی) مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۹ء

(ز) محمد مسعود احمد: عبقری الشرق (انگریزی) مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۸ء

(ح) محمد برہان الحق: اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء

(۲) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ، مطبوعہ دہلی، ۱۹۷۴ء، ص ۶

(۳) ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ دہلی، ص ۶

(۴) ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۵۵

(۵) محمد برہان الحق جبل پوری، اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء

(۶) مقالہ، مطبوعہ: صوت الشرق (قاہرہ)، شمارہ فروری ۱۹۷۰ء

(۷) باربرا مٹکاف: ہندوستان میں مسلم مذہبی قیادت اور علما مصلحین (۱۸۶۰-۱۹۰۰ء)

(۸) ابرار حسین، مکتوب بہ نام راقم الحروف، مکتوبہ ۱۵؍اپریل ۱۹۸۰ء

(۹) ابرار حسین، مکتوب بنام راقم الحروف، مکتوبہ ۱۹؍اپریل ۱۹۸۰ء

(۱۰) المیزان، ممبئی: امام احمد رضا نمبر، مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۲۹۱

(۱۱) ایضاً ص ۲۹۸، ۳۰۱

(۱۲) مزید تفصیلات کے لیے تامس آرنلڈ اور الفرڈ گیام کی تالیف ''میراثِ اسلام'' مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۰ء کا مطالعہ کریں۔

(۱۳) احمد رضا: حاشیہ مخطوطہ الدر المکنون (مخزونہ مولانا خالد علی خاں، دار العلوم مظہر اسلام، بریلی)

نوٹ: مولانا خالد علی خاں کے کتب خانے کے مخطوطات سے محترم سید ریاست علی قادری (سیلز منیجر ٹی۔ آئی۔ پی، کراچی) کی وساطت سے استفادہ کیا گیا۔ موصوف ۱۹۷۹ء میں تقریباً چالیس قلمی حواشی بریلی سے لائے تھے۔ ان مخطوطات کے عکس شیخ صبور احمد (ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی) کی عنایت سے راقم کو ملے۔

(۱۴) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۵۵

(۱۵) (الف) احمد رضا: حاشیہ رسالہ لوگارثم (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) قلمی، ص ۲۲

(ب) احمد رضا: حاشیہ رسالہ علم مثلث کروی، قلمی، مخزونہ مولانا خالد علی خاں، دار العلوم مظہر اسلام، بریلی، ص ۴

(ج) احمد رضا: حاشیہ جامع بہادر خانی، قلمی، مخزونہ مولانا خالد علی خاں، دار العلوم مظہر اسلام، بریلی، ص ۱

(۱۶) (الف) احمد رضا: حاشیہ تحریر اقلیدس، قلمی، دار العلوم مظہر اسلام، بریلی، ص ۳۱

(ب) احمد رضا: حاشیۂ بہادر خانی، قلمی، مخزونہ مولانا خالد علی خاں، دار العلوم مظہر اسلام، بریلی، ص ۳

(۱۷) جامع بہادر خانی، قلمی، ص ۷

(۱۸) احمد رضا: حاشیۂ جامع بہادر خانی، قلمی (ایضاً) ص ۴

(۱۹) حدائق النجوم: راجہ رتن سنگھ بہادر ہشیار جنگ زخمی کی تصنیف ہے۔ اس کا ایک مطبوعہ نسخہ (مطبع محمدی لکھنؤ

۱۸۴۱ء) کتب خانۂ خاص (انجمن ترقی اردو کراچی) میں محفوظ ہے۔ اس کتاب کی تین جلدیں ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

(الف) جلد اول ص ۱ تا ۳۸۶ (ب) جلد دوم ص ۳۸۷ تا ۷۰۰ (ج) جلد سوم ص ۷۰۱ تا ۱۱۵۸

(۲۰ تا ۲۲) ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذوالحجہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء، ص ۴۵

(۲۳) میر باقر استرآبادی (م ۱۰۴۱ھ/ ۱۶۳۴ء) کی تصنیف 'الافق المبین' کے جواب میں ملا محمد جون پوری نے خود اپنی کتاب 'الحکمۃ البالغۃ' کی شرح 'شمس البازغۃ' کے نام سے لکھی۔

(۲۴) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۱۹ وحاشیہ ص ۸۰

(۲۵) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۴۵

(۲۶) ابن سینا ۳۷۰ھ/ ۹۸۰ء میں پیدا ہوا اور ۴؍ رمضان المبارک ۴۲۸ھ/ ۲۱؍ جون ۱۰۳۷ء میں ہمدان (ایران) میں انتقال کیا۔ اسلام کا مشہور دانش ور جو ریاضی، فقہ، ادب، ہندسہ، حیات، فلسفہ اور طب وغیرہ پر عبور رکھتا تھا۔ اس نے ۱۶؍ ۱۷؍ سال کی عمر میں شاہِ بخارا کا علاج کیا اور کتب خانۂ شاہی کا انچارج ہوا۔ طب میں ''القانون''، منطق و فلسفہ میں ''الشفاء''، طبیعیات میں ''تسع رسائل'' اور ہندسہ میں ''ترجمہ اقلیدس'' اس سے یادگار ہیں۔

(۲۷) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۴۲

(۲۸) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۷

(۲۹) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۳۸

(۳۰) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۴۷

(۳۱) المواقف، مصنفہ عبدالرحمٰن ابن احمد الایجی (م ۷۵۶ھ)

(۳۲) المقاصد، مصنفہ سعدالدین مسعود بن محمد تفتازانی (م ۷۹۱ھ)

(۳۳) تجرید، مصنفہ نصیرالدین بن جعفر بن محمد طوسی (م ۶۷۲ھ)

(۳۴) طوالع الانوار، مصنفہ عبداللہ بن عمر بیضاوی (م ۶۸۵ھ)

(۳۵) بیضاوی، مصنفہ عبداللہ بن عمر بیضاوی (م ۶۸۵ھ)

(۳۶) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۹۸-۹۹

(۳۷) ماہنامہ الرضا، بریلی، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء، ص ۳۹

(۳۸) تقریباً ۴۰۰؍ قبل مسیح، مشہور یونانی فلسفی، دیمقراطیس (Democritus) نے یہ نظریہ پیش کیا کہ مادہ چھوٹے چھوٹے اجزا سے مرکب ہے۔ جب یہ ملتے ہیں تو صورت نکلتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ان اجزا کو تقسیم کرتے چلے جائیں تو ایک ایسا مرحلہ بھی آئے گا کہ مزید ٹکڑے کرنا ناممکن ہوگا۔ اس سے جز لایتجزی (ایٹم) کا نظریہ ابھرا۔ یونانی زبان میں ایٹم کے معنی ہیں ''ناقابلِ تقسیم''، ۱۸۹۸ء میں جے۔ جے ٹامس (J.J. Thomas) نے اس کے خلاف

نظریہ پیش کیا اور کہا کہ ایٹم توڑا جا سکتا ہے۔ امام احمد رضا کا یہی عہد تھا اور یہی نظریہ، ۱۹۱۱ء میں رودرفورڈ (Ruther Ford) نے اس خیال کو توسیع دی اور کہا کہ ایٹم کا ایک مرکز ہے، جس کو نیوکلیس (Nucleus) سے تعبیر کیا، اس میں نیوٹرون (Neutron) اور پروٹون (Proton) موجود ہیں اور الیکٹرون نیوکلیس کے اردگرد گھومتے ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں نیل بوہر (Nilli Bohr) نے کہا کہ الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون ایٹم کے حصے ہیں اور محور تبدیل کرتے وقت طاقت خارج کرتے ہیں۔

(۳۹) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۱۳۷

(۴۰) نیوٹن ایک غریب کسان کا لڑکا تھا۔ لندن سے ۱۰۰؍ کلومیٹر دور ایک گاؤں (Woolsthorpe) میں ۲۵؍ دسمبر ۱۶۴۲ء کو پیدا ہوا۔ ۱۲؍ سال اسی گاؤں میں رہا اور ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی۔ ۱۶۶۱ء میں کنگ اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۶۶۵ء میں کیمبرج یونی ورسٹی سے بی۔ اے کیا اور ۱۶۶۹ء میں ریاضی میں ایم۔ اے کیا۔ ۱۶۷۲ء میں رائل سوسائٹی کا رکن منتخب ہوا اور ۱۷۰۳ء میں صدر۔ وہ ٹکسال کا ناظم اعلیٰ بھی رہا۔ ۱۷۰۵ء میں ملکہ این (Anne) نے ''سر'' کا خطاب دیا۔

نیوٹن نے ۲۳؍ برس کی عمر میں ۱۶۶۵ء میں نظریہ ''کشش ثقل'' پیش کیا، سیاروں کے بیضوی محور کو دریافت کیا، تین اساسی اصولِ حرکت دریافت کیے، اختلافِ رنگ اور انتشارِ نور کا باہمی تعلق دریافت کیا، یہ بتایا کہ سفید رنگ سات رنگ کی شعاعوں کا مجموعہ ہے، آواز کی رفتار دریافت کی اور عکس انداز دوربین ایجاد کی، Differential Calculus سے متعارف کرایا اور Binomial Theorem ایجاد کی۔ ۲۰؍ مارچ ۱۷۲۷ء کو ۸۵؍ سال کی عمر میں نیوٹن کا انتقال ہوا اور لندن کے ویسٹ منسٹر گرجا میں رکھا گیا۔ نیوٹن کی دو کتابیں یادگار ہیں: (۱) الاصول (Principia) مولفہ ۸۶-۱۶۸۵ء اور (۲) النور (Optics)

(۴۱) ماہنامہ الرضا، بریلی، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء، ص ۳۹

(۴۲) ماہنامہ الرضا، بریلی، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء، ص ۴۰

(۴۳) آئن اسٹائن (Einstein) ۱۴؍ مارچ ۱۸۷۹ء کو مغربی جرمنی کے مقام اولم میں پیدا ہوا۔ جب جرمنی سے نکلنا پڑا تو امریکہ چلا گیا، اور پرنسٹن یونی ورسٹی میں پروفیسر ریاضیات مقرر ہوا۔ امریکہ میں جوہری توانائی کا کام اسی کے کہنے پر شروع کیا گیا۔ اس نے طبیعیات میں گراں قدر دریافتیں کیں اور نظریۂ اضافیت پیش کیا۔ ۱۹۵۲ء میں امریکہ میں اس کا انتقال ہوا۔

(۴۴) احمد رضا: معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۹۱۹ء) قلمی ص ۱۴

(۴۵) پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا کے متعلق بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ مشیگن یونی ورسٹی (امریکہ) سے متعلق رہا۔ لیکن بعض کا کہنا ہے کہ یہ ٹیورن یونی ورسٹی (اٹلی) میں پروفیسر رہا۔ بہر حال یہ سان فرانسسکو (امریکہ) کے ماہر ثواقب

(Meteorologist) کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں: نیو یارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۶،۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء

(۴۶) نواب صاحب سے مراد نواب وزیر احمد خاں صاحب ہیں۔

(۴۷) ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹

(۴۸) اس رسالے کا مخطوطہ جامعہ راشدیہ (پیر گوٹھ، سندھ) کے شیخ الجامعہ مولانا تقدس علی خاں صاحب کے پاس محفوظ ہے، جس کا عکس محترم سید ریاست علی قادری صاحب (سیلز منیجر، ٹی۔آئی۔پی) کراچی کی عنایت سے ملا۔اب یہ رسالہ مرکزی مجلس رضا، لاہور نے شائع کر دیا ہے۔ نیز اخبارِ جنگ (کراچی)، شمارہ جنوری ۱۹۸۰ء اور اخبار افق (کراچی)، شمارہ ۲۲؍جنوری ۱۹۸۰ء میں بھی شائع ہو گیا ہے۔

(۴۹) احمد رضا: معین مبین بہر دورِ شمس وسکونِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) قلمی، ص ۱۸

(۵۰) کیلی فورنیا یونی ورسٹی (امریکہ) کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا مٹکاف کی عنایت سے ان شماروں کے تراشے ملے۔ راقم ان کا ممنون ہے۔

(۵۱) نیو یارک ٹائمز (امریکہ)، شمارہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء

(۵۲) ایضاً

(۵۳) ایضاً

(۵۴) اس کتاب کا کچھ حصہ امام احمد رضا کی زندگی میں ماہ نامہ ''الرضا'' (بریلی) کی تقریباً ۱۲ قسطوں میں (رجب ۱۳۳۸ھ تا جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ) شائع ہوا۔اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ کے شمارے (ص ۳۸ تا ۴۰) میں ایک قسط نظر سے گزری، دوسری قسط ذوالحجہ ۱۳۳۸ھ کے شمارے (ص ۴۱ تا ۴۸) میں مطالعہ کی۔ پہلے شمارے میں ردِ حرکت زمین پر ۲۲؍سے ۲۵؍دلائل ہیں اور دوسرے شمارے میں ۲۵؍سے ۳۳؍تک۔دلائل کی کل تعداد ۱۰۵ تھی۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان دونوں شماروں میں کل مقالے کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ، سندھ، مولانا تقدس خاں صاحب نے فرمایا کہ ماہ نامہ الرضا کے صفحات پر رسالے کا ایک حصہ شائع ہوا، جس کا فائل ان کے پاس محفوظ تھا جو اب بنگلہ دیش میں ایک صاحب کے پاس ہے۔انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ رسالے کا اصل مخطوطہ ۲۵۰؍صفحات پر مشتمل تھا، جو امام احمد رضا کے صاحب زادے مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے پاس محفوظ تھا۔خواجہ رضی حیدر سے معلوم ہوا کہ غالباً ایک مخطوطہ ماریشس میں مولانا محمد ابراہیم خوشتر کے پاس بھی تھا۔حسن اتفاق کہ محمد یوسف صاحب میمن جن کے پاس الرضا کا فائل ہے، مقالے کی تیاری کے بعد مورخہ ۷؍نومبر ۱۹۸۰ء کو کراچی میں راقم سے ملنے آئے اور فرمایا کہ فائل بنگلہ دیش میں محفوظ ہے۔

(۵۵) احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۵

نوٹ: نظریۂ حرکت زمین میں اختلاف کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ چناں چہ پاکستان کی ایک خاتون سائنس داں زہرا مرزا قادری نے اختلاف کیا ہے جس کو اخبار جنگ (کراچی) شمارہ ۱۱؍مئی ۱۹۸۰ء نے نقل کیا ہے۔زہرا قادری کو کیلی فورنیا یونی ورسٹی (امریکہ) میں اس مسئلے پر تبادلۂ خیال کے لیے دعوت دی گئی تھی۔

(۵۶) یہ کتاب ۱۹۷۴ء میں دہلی میں چھپ کر میرٹھ میں شائع ہو گئی ہے۔

(۵۷) پروفیسر حاکم علی انجمن حمایتِ اسلام (لاہور) کے بانیوں میں تھے۔اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے مشہور پروفیسر اور بعد میں پرنسپل رہے۔ ۱۹۲۵ء میں کالج سے سبک دوش ہوئے اور ۱۹۴۴ء میں انتقال کیا۔تحریک ترکِ موالات کے زمانے (۱۴؍صفر ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) میں انھوں نے امام احمد رضا سے فتویٰ لیا اور اسی پر عمل کیا۔پروفیسر حاکم علی صاحب کے تلامذہ پرنسپل دارالعلوم السنۃ الشرقیہ، لاہور، آقاے بیدار بخت نہایت ممتاز ہیں۔ان کا بیان ہے کہ:

''مولانا حاکم علی مرحوم ریاضی میں اس قدر ماہر تھے کہ کلاس روم میں بڑے اعتماد سے بغیر کسی کتاب کے گھنٹوں پڑھاتے رہتے۔''

(اقبال احمد فاروقی: تذکرہ علماے اہلِ سنّت، لاہور، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۲۸۹)

(۵۸) احمد رضا: نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۴ تا ۱۷

(۵۹) امام احمد رضا کا طریقۂ استدلال یہ ہے کہ مخاطب اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے جس فن کی کتابوں سے دلائل پیش کرتا ہے، اسی فن کی کتابوں سے اس کا رَد کرتے ہیں۔اسی لیے وہ ہر مقام پر اپنا علمی تبحر قائم رکھتے ہیں۔

(۶۰) احمد رضا: نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۳

(۶۱) احمد رضا: نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۳

(۶۲) احمد رضا: نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۴

(۶۳) رفیع اللہ صدیقی: فاضل بریلوی کے معاشی نکات، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۳، ۱۴

نوٹ: ۱۹۱۳ء میں امام احمد رضا نے یہ نظریہ پیش کیا پھر بعد میں ۱۹۲۶ء میں کینز (Keynes) نے یہ نظریہ پیش کر کے انگلستان کا اعلیٰ ترین اعزاز حاصل کیا۔

(۶۴) انگریزی نظامِ تعلیم نے ہم کو فارسی وعربی سے بیگانہ کر کے ماضی سے منقطع کر دیا۔ہم علماے دین کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور اس کا احساس نہیں کہ انھوں نے ہم کو ہمارے شان دار ماضی سے وابستہ کر رکھا ہے۔آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی قابلِ مبارک باد ہے کہ اس نے اپنے یہاں عربی اور اسلامی کلچر کو لازمی مضامین کی حیثیت دی ہے۔

(۶۵) ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۵۲

(۶۶) محررہ ۱۹۷۹ء

☆☆☆

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم

وطن مالوف مالیگاؤں (ہند) کی پیاری پیاری سرزمین کو خیر باد کہہ کر برطانیہ میں آ بسے مالیگ خانوادے کے ہم چھوٹے بڑے جملہ افراد؛ پورے وثوق اور بڑے اعتماد کے ساتھ اس حقیقت کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں کہ؛ ہماری آخرت اور عاقبت کے سچے خیر خواہ، ہمارے والد ماجد اور بزرگ مولانا محمد یونس مالیگ نے ہماری تعلیم و تربیت چودھویں صدی ہجری کے مسلمانوں کے دین و ایمان کے بہت بڑے محافظ، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیم و تربیت کے مطابق اگر نہ کی ہوتی تو، ہم بھی واقعی طور پر فی الحال بھی؛ ہم میں موجود بہت ساری دینی و دنیوی خامیوں اور کم زوریوں کے سبب شاید اب تک......مومن فضائل رسالت......نہ رہے ہوتے، اپنے بہت سارے دوست و احباب اور دینی و خاندانی بھائی بہنوں کی طرح مکے مدینے کے موجودہ مال دار اور متمول لیکن سو فی صد غیروں کے غلام اور نوکر بن جانے والے عیش پرست و دُنیا دار بادشاہوں اور اماموں کے روپیوں پیسوں کی چکا چوند سے مرعوب و مغلوب ہو ہو کر......منکر فضائل رسالت......بن چکے ہوتے۔

اندریں حالات اپنے کرم فرما اور دیالو اللہ رب تبارک و تعالیٰ کی اس کرم فرمائی کے شکریے میں دُعا گو ہیں کہ مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں آمنہ کے لال و عبداللہ کے چاند صلی اللہ علیہم وسلم کے نہایت ہی سچے اور کھرے......غلام و مومن......امام احمد رضا محدث بریلوی اور آپ کی آل و احباب و اصحاب خصوصاً حضور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد میاں کچھوچھوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری، مفتی اعظم مولانا محمد مصطفی رضا خاں نوری اور بالکل ابھی ابھی ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کو انتقال فرما کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی محبوبیت اور مقبولیت کا سو فی صد زندہ ثبوت بن جانے، بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے سچے دل سے نکلی اس سچی دُعا اور تمنا......

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنّی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

کا پورے عالم کو چشم دید مشاہدہ کرا دینے والے حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ پر جنت الفردوس میں مولیٰ تعالیٰ بے حساب و کتاب و عذاب و عتاب تا اَبد رحمت و مغفرت کے پھول برسائے۔ اُمتِ مرحومہ کو پھر سے امام احمد رضا بریلوی جیسا سچا اور کھرا......مومن فضائل رسالت غلامِ رسول......عطا فرمائے......نیز یکم و چھ ستمبر ۲۰۱۸ء کو یکے بعد دیگرے مالیگاؤں میں فوت ہو جانے والے ہمارے برادرِ نسبتی اور بزرگ محمد مصطفی محمد یعقوب (فریم میکر) اور ایڈنبرا (برطانیہ) میں فوت ہو جانے والے ہمارے بہت ہی اچھے محسن اور ہمدرد (جڑانوالہ پاکستان) کے وطنی محمد شریف حسن علی کی بزرگانِ دین کے صدقے اور طفیل مغفرت فرما کر انھیں جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم......

پیارے رسول کو پکار پیارے نبی کا نام لے
دامن مصطفیٰ میں آ پائے رسول تھام لے

ایں دُعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

دُعا گزاران: محمد میاں مالیگ (مؤلف: مولانا! اندھے کی لاٹھی)، علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل مانچسٹر)، علامہ ابوزہرہ رضوی (رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ مانچسٹر)، نیاز احمد مصطفوی، محمد ادریس وارثی، ابوحنظلہ رضوی، اقبال احمد وارثی، الطاف احمد لطیف، طفیل احمد، محمد اجمل، محمد احسن، محمد اشرف مالیگ (یو کے)

۷/ستمبر ۲۰۱۸ء